ڈاکٹر انیس الرشید ہاشمی*

کشمیر میں گڈ گورننس: سید علی ہمدانی کی کتاب ذخیرۃ الملوک کی روشنی میں

ABSTRACT

Zakheerat-ul-Malook is one of the most prominent book, written by Hazarat Ameer Kabir Syed Ali Shah Hamdani on the special request of Sultan Sikandar and Shahabuddin to implement the Islamic code of conduct in the Kashmiri Society. This Book is considered as a masterpiece on the subject of Islamic system of governance, rule and salient features of the Muslim rulers and manners of the governance. There are many reasons which motivated Shah Hamdan to script this book; one of them was Taimoor attitude and second was particular for the people of Kashmir which was a newly established Muslim state and newly embraced Islamic majority. So, this is very necessary to teach them the fundamental basis and primary pillars of Islam as well as the ideologies of the Islamic rule and manner of governance. Zakheerat-ul-Malook is a comprehensive code of conduct of Islamic rule in the light of Islamic jurisprudence to enhance prudence for the lasting Islamic rule in Kashmir.

Key words: Shah Hamdan, Kashmir, Zakheerat-ul-Malook, Rule, Governance, Ruler, Sultanes,

* ریسرچ ایسوسی ایٹ، ادارہ مطالعہ کشمیر، یونیورسٹی آف آزاد جموں و کشمیر، مظفر آباد

سید موصوف کا نام نامی مسلمہ طور پر علی ہے آپ کشمیر میں امیر کبیر، میر اور شاہ ہمدان کے نام سے مشہور ہیں آپ کے مرید آپ کو علی ثانی کے لقب سے یاد کرتے ہیں، امیر کبیر سید علی ہمدانی 12رجب المرجب 714ھ بمطابق 12اکتوبر 1313ء کو ہمدان میں پیدا ہوئے [1]اسی نسبت سے آپ کو ہمدانی کہا جاتا ہے یہ تاریخ پیدائش درج ذیل کتب کے مطابق ہے۔ خلاصۃ المناقب میں آپ کی تاریخ پیدائش مذکور نہیں بلکہ کل عمر تہتر برس اور تاریخ وفات 786ھ منضبط ہے اور رسالہ مستورات میں بھی یہی درج ہے لہذا یہ تسلیم کرنا زیادہ قرین صواب ہے۔[2]آپ کے والد ماجد کا نام سید شہاب الدین تھا جو ہمدان کے حاکم اعلیٰ یا امیر تھے اور والد کی اس امیری نسبت سے آپ کو "امیر، میر، مرزا" بھی کہا جاتا ہے۔ سر والٹر لارنس نے لکھا ہے کہ

> "برصغیر پاک و ہند میں جب کوئی سید اپنی روحانی وجاہت قائم رکھتا تو لفظ "میر" اس کے نام کے ساتھ جزو ہو جاتا تھا، اسی نسبت سے سید علی ہمدانی امیر کبیر کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حضرت سید علی ہمدانی کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ فاطمہ تھا، آپ حسینی سید تھے سلسلہ نسب سترہویں پشت میں رسالت مآب سے جا ملتا ہے۔"[3]

نسب و تعلیم

آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔ سید علی ہمدانی بن شہاب الدین بن محمد بن علی بن یوسف، بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن حسین بن جعفر بن زاہد، بن علی زین العابدین بن حسین بن علی و فاطمۃ الزہراء۔ آپ کا تعلق حنفی اور شافعی مسالک دونوں کے ساتھ تھا۔ آپ کا لقب "علی ثانی" کی وجہ یقیناً آپ کی سیادت، روحانی کمالات اور نام کی مناسبت بھی ہے آپ کے ماہ ولادت کی مماثلت بھی تھی

---

1 نزہۃ الخواطر (ص ۷۸)، بروکلمان (ص ۱۱۳)، کشیر (ص ۵۸)، قاموس الاعلام (ص ۵۰۱)، دائرہ معارف اسلامیہ (ص ۲۹۳)

2 کشمیر میں اسلام، پروفیسر حمید نسیم، بک پلس سرینگر کشمیر، 2015۔ ص، 54

3 تحائف الابرار (ص ۱۱)، تذکرہ علمائے ہند (ص ۸۴۱)

کہ علی کرم اللہ وجہہ کا ماہ تولد بھی رجب المرجب تھا اور آپ بھی ماہ رجب میں پیدا ہوئے۔[4] آپ نے ایک رسالہ ہمدانیہ بھی لکھا ہے۔ ہمدان پر فخر کرنے اور اسی نام کو اپنے اصلی نام کے ساتھ منسوب کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چار سو اولیائے کرام اس پہاڑ کے دامن میں مرتبہ کمال تک پہنچے ہیں اور یہ پہاڑ کبھی بھی ابدال و اقطاب سے خالی نہیں رہا یہ جگہ سادات عظام اور اولیائے کرام کا مسکن رہی ہے اس کے علاوہ اہل عرفان اور صاحبان ایقان بھی یہاں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔[5]

مختلف تذکروں میں آپ کو مختلف القاب سے بھی یاد کیا گیا ہے جیسے قطب زمان، شیخ سالکان جہاں[6]، قطب الاقطاب، محی العلوم الانبیاء والمرسلین، افضل المحققین و اکمل المدققین الشیوخ، الکامل الکمل المحقق الصمدانی ،[7] سلطان السادات والعرفاء ، ولی الکامل، صاحب الکشف و الکرامت،[8] زبدۃ السادات، قدوۃ العارفین، مولانا و مقتدانا۔ مخیر قدوم، مغیث روم، برگزیدہ آفاق، میر اللہ منش، خلاصہ خاندان مصطفوی، سلالہ دردمان مرتضوی۔ آپ کی پیدائش کے بارے میں کئی اقوال ہیں جن سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی ولادت کی باقاعدہ بشارت دی گئی تھی۔ صاحب رسالہ مستورات نے شیخ نظام الدین یحیٰ النوری الخراسانی سے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے۔

> "شیخ مذکور نے سید ہمدانی کی شب ولادت دیکھا کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام خوبصورت کپڑے ہاتھوں میں لئے سید شہاب الدین ہمدانی کے گھر جا رہے تھے اور فرماتے ہیں کہ آج رات اس گھر میں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے کہ جو بہت بلند مرتبہ ہوگا اور یہ کپڑے بطور تبرک وہاں لے کر جا رہے ہیں"۔[9]

آپ کی ولادت کی بشارت نبی اکرم ﷺ نے دی تھی۔ شیخ ابو سعید نے رویائے صادقہ میں حضور سرور کائنات کی زیارت کی تھی اسی خواب میں حضور سرور کائنات نے شیخ کو بشارت دی کہ وہ بہت

---

4 امیر کبیر سید علی ہمدانی، ظفر، سیدہ اشرف، ص ۲۱

5 حاجی زین العابدین شیروانی، "ریاض السیاحۃ"

6 یغماص، ص ۴۴۲

7 کشمیر میں اسلام، پروفیسر حمید نسیم، بک پلس سرینگر کشمیر، 2015۔ ص،54

8 تذکرہ الشعراء دولت شاہ

9 شیخ نظام الدین یحیٰ النوری الخراسانی ,رسالہ مستورات برگ

جلد علی ہمدانی سے ملیں گے پھر موصوف کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ "وہ (علی ہمدانی) میری اولاد سے ہو گا اگر میں موجود نہ ہوا تو علی بن ابی طالب ہونگے اور اگر وہ بھی نہ ہوئے تو مشار الیہ ہو گا"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کب ہو گا؟ فرمایا۔ میری ہجرت کے 713 سال بعد عراق کے شہر ہمدان میں وہ ستارہ طلوع ہو گا میں نے گزارش کی یا رسول اللہ! میری آنکھوں کے نور، اللہ کے نبی اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا...... علی ہمدانی۔[10] سید علی ہمدانی نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سید علاؤالدین سمنانی سے حاصل کی ان ہی کی زیر تربیت قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ بارہ سال کی عمر تک اپنے ماموں سے فیض یاب ہوتے رہے۔ طریقت و حقیقت سے بھی آگاہی حاصل کی۔ عقلی و نقلی علوم بھی اپنے ماموں سے سیکھے بعد ازاں علاؤالدولہ سمنانی نے اپنے ہونہار بھانجے کو ایک مرد متقی باکمال صاحب شریعت و طریقت اخی شیخ تقی الدین ابوالبرکات جو مرد حق و دانش، عارف و کامل تھے کے پاس بھیجا۔

آپ نے پھر استاد محترم سے ذکر کی اجازت کیلئے التماس کی تو شیخ نے انہیں اجازت دی تین روز معمول کے ساتھ کرنے سے آپ کو اچانک غیبت حاصل ہوئی، شاہ ہمدان نے فرمایا۔ "میں نے تین روز اپنے شیخ کے ساتھ ذکر میں موافقت کی کہ اچانک حالت غیب طاری ہوئی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دیدار مجھے نصیب ہوا اور دیکھا کہ وہ ایک اونچی چھت پر تشریف فرما ہیں میں نے ان کے پاس جانا چاہا مگر حضور نے فرمایا کہ شیخ محمود مزدقانی کے پاس جاؤ تا کہ وہ تمہیں اس بلندی تک پہنچا دیں۔ جب حالت شعور میں آئے تو شیخ سے عرض کی کہ انہیں محمود مزدقانی کی خدمت میں لے جائیں۔[11] شیخ تقی الدین ابوالبرکات علی دوستی سے بھی فیض حاصل کیا شیخ محمود مزدقانی کے حکم پر سیاحت اور اولیاء کرام کی زیارت کیلئے اکیس سال تک ہمدان کے مشرق و مغرب میں تین بار سفر کیا۔ 40 سال کی عمر میں نکاح کیا اپنی آخری آرام گاہ کیلئے ختلان کی جگہ مختص کی۔

سفر کشمیر

شاہ ہمدان 774ھ بمطابق 1372ء کو پہلی مرتبہ کشمیر آئے ان کا یہ قیام مختصر تھا اور شیخ محمود مزدقانی کے حکم پر آپ اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت اور تبلیغ دین کیلئے مختلف دورے پر تھے جس کے بارے میں آپ نے خود کہا ہے کہ میں نے تین مرتبہ مشرق سے مغرب تک کا سفر کیا۔ اس

---

10 اقبال اور مشاہیر کشمیر، اختر کلیم، ص ۲۱......۳۱

11 رسالہ خلاصۃ المناقب

موقع پر سلطان شمس الدین کشمیر کے حکمران تھے پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ دوبارہ ہمدان چلے گئے۔ایک اور موقع پر امیر تیمور نے آپ کو بلا کر پوچھا کہ آپ عمامہ کیوں پہنتے ہیں آپ نے جواب دیا کیونکہ میں نے نفس کو ختم کیا ہے اور ظاہری اشیاء سے میرا کوئی سروکار نہیں، سید کا یہ قول امیر تیمور پر گراں گزرا اس نے سید اور ان کے خاندان کو ترک وطن کا حکم دیا۔عدم تعمیل کی صورت میں قتل کرنے کا حکم بھی سنا دیا بعد میں تیمور نے صلح کرنے کی کوشش کی لیکن یہ مشیت ایزدی تھی اور سرزمین کشمیر بھی ان کے قدموں کی پیاسی تھی چنانچہ شاہ ہمدان نے 1379ء بمطابق 781ھ کو کشمیر دوسری مرتبہ تشریف لائے۔اس مرتبہ سات سو سادات کے ہمراہ آپ کشمیر تشریف لائے اس وقت کشمیر پر علم دوست اور نیک انسان سلطان شہاب الدین حکمران تھا اس زمانہ میں کشمیر موجودہ وادی کے علاوہ سابق صوبہ سرحد اور متحدہ پنجاب کے بعض علاقوں پر مشتمل تھا جب شاہ ہمدان تشریف لائے تو بادشاہ کے نائب اور ولی عہد قطب الدین نے ان کا استقبال کیا خود بادشاہ ان دنوں سلطان فیروز شاہ تغلق سے برسر پیکار تھا، شاہ ہمدان کی مصالحتی کوششوں سے سلطان شہاب الدین اور فیروز الدین تغلق کے درمیان صلح ہوئی۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلطان قطب الدین نے آپ سے کشمیر آنے کی استدعا بھی کی تھی۔چھ ماہ کے بعد آپ حج پر چلے گئے۔[12]

قوام الدین شاہ ہمدان کے ہمراہ تھا اور اصحاب کے طعام سے فارغ ہونے کے بعد (جو دور سے آئے ہوئے تھے) جناب سیادت مآب پر کشف و حضور کی کیفیت طاری ہوئی، آنجناب سفر و حضر میں ہمیشہ رو بہ قبلہ بیٹھتے تھے، آپ نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ آولہ وسلم فرمارہے تھے ......!"اے فرزند! کشمیر جاؤ، اور وہاں کے رہنے والوں کو مسلمان کرو اگرچہ بعض کشمیری مشرف بہ اسلام ہیں مگر کافروں سے بدتر اور مشرک ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ...... صبح اٹھ کر علی ہمدانی نے کہا"ہم کشمیر جائیں گے" قوام الدین کا کہنا ہے کہ جب ہم کشمیر گئے تو دیکھا کہ اس سرزمین پر ایمان واسلام ذرہ بھر نہیں، شہر میں پہنچے تو مسجد کی بجائے ہر جگہ بت خانے نظر آیا۔[13]

تیسری مرتبہ آپ 785ھ بمطابق 1383ء کو کشمیر میں آئے اور سرینگر میں محلہ علاء الدین میں رہائش پذیر ہوئے، اور یہیں دریائے جہلم کے کنارے ایک قطعہ زمین عبادت و ریاضت کے لیے

---

12 فوق، محمد دین، مکمل تاریخ کشمیر، لاہور: ظفر برادرز تاجران کتب، 1932۔

13 مربی کشمیر

مخصوص کر لیا تھا یہ قطعہ نا صرف نماز باجماعت کیلئے ایک مسجد کا کام دیتا تھا بلکہ تبلیغ و حکمت کی وہ شمع روشن کی گئی جو بادشاہ سے لے کر عوام تک سبھی علم و عرفان سے فیض یاب ہوتے تھے یہ خانقاہ معلی یا مسجد شاہ ہمدان کے نام سے مشہور ہے 1384ء میں حج بیت اللہ کے ارادے سے نکلے کافرستان کے مقام کنار پر پہنچے یہاں کے حاکم سلطان محمد خضر شاہ نے آپ کو بطور مہمان ٹھہرایا ذیقعدہ کا مہینہ کنار میں گزارا مگر جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوا آپ نے درویشوں کے ساتھ عزلت اختیار کی اسی روز یکم ذی الحجہ 1385ء ظہر کے بعد علیل ہو گئے پانچ روز اسی عالم میں گزرے ان پانچ دنوں میں آپ نے کچھ نہیں کھایا آخری چند بار پانی پیا۔ 6 ذی الحجہ کو منگل کی رات کو نماز عشاء کے بعد اصحاب کو بلا کر وصیت کی، آدھی رات تک حضرت کی زبان پر یا اللہ، یا رفیق، یا حبیب کا ورد جاری رہا اور آخری لمحات میں آپ کی زبان پر بسم اللہ الرحمان الرحیم کا ورد جاری و ساری تھا اسی عالم میں آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔[14]

سلطان محمد خضر شاہ چاہتا تھا کہ آپ کو کنار میں ہی دفن کیا جائے لیکن مریدین آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو ختلان لے جانے پر مصر رہے تابوت سے خوشبو آ رہی تھی اور ساری فضا معطر تھی۔ امیر کبیر کا تابوت 25 جمادی الاول 787ھ بمطابق 1385ء کو ختلان کی خانقاہ میں پہنچا اور کولاب (تاجکستان) روسی ترکستان میں دفن کیا گیا آپ کی اولاد میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا سید میر محمد ہمدانی تھے جو 12 سال کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ سرینگر کے قریب اسلام آباد میں جہاں پر آپ عبادت کیا کرتے تھے اس پتھر پر آپ کے پاؤں اور ہاتھوں اور تپالی مبارک کے نشانات موجود ہیں اور وہاں ایک نشیمن یعنی چبوترہ بنا ہے۔[15] آپ کی ساری زندگی درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیفات میں گزری ہے۔ آپ نے 170 سے زائد رسالے، کتب تحریر کی ہیں، جس میں سب سے زیادہ مشہور ذخیرۃ الملوک ہے، مطابق موضوع اس پر بحث کرتے ہیں۔

ذخیرۃ الملوک

کشمیر میں جب آپ دوسری مرتبہ آئے اس وقت حکمران سلطان شہاب الدین جو کہ علم دوست تھا اس نے آپ سے استدعا کی کہ بہتر طرز حکمرانی کیلئے پند و نصیحت کریں اس کی ضرورت کو پورا

---

[14] سیدہ ظفر اشرف، شاہ ہمدان

[15] دیدہ مری، محمد اعظم، واقعات کشمیر، لاہور: اقبال اکادمی، 1995۔

کرنے کیلئے یہ کتاب ذخیرۃ الملوک ضبط تحریر میں لائی گئی۔[16] اس کتاب میں کل 10 ابواب ہیں۔ انتہائی جامع انداز میں قرآنی آیات، احادیث، صحابہ کرام کی سیرت اور علمائے کرام و اولیائے کرام کی حیات مبارکہ کے اہم واقعات کو بھی قلمبند کیا گیا ہے۔ ان ابواب میں بالترتیب ایمان کے احکام اور شرائط، حقوق عبودیت کی بجا آوری، حسن خلق، والدین اور خاوند کے حقوق، سلطنت اور امارت کے احکام، سلطنت معنوی اور خلافت انسانی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، نعمت پر شکر، دنیاوی تکالیف پر صبر کرنا، تکبر اور غصے کی مذمت اور ان کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

باب اول

اس باب میں ایمان کے احکام اور شرائط ہیں اور ایمان کی کمالیت کے اسباب درج ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ عذاب ابدی سے نجات کس طرح حاصل کر سکتا ہے اور سرمدی نعمتیں کس طرح پا سکتا ہے ابتداء میں ایک قرآنی آیت بیان کرنے کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جو حدیث جبرائیل بھی کہلائی جاتی ہے جس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات کو بیان کیا گیا ہے۔ اس طویل حدیث کو علی ہمدانی نے ایمان کی اصل حقیقت کے ساتھ ساتھ ہی وہ آداب تعلم بھی بیان کئے ہیں کہ دربار نبی ﷺ میں حاضری کے دوران کیا اسلوب ہونے چاہیں۔ اسی باب میں اسی حدیث کے ساتھ ہی انہوں نے ایمان کی حقیقت کو بھی بیان کیا ہے کہ اس کا دارومدار اصول پر ہے اور اسلام کی حقیقت کا مدار فروع پر ہے اور یاد رکھنا چاہیے کہ ایمان کی حقیقت چھ اصول "حضرت صمدیت غروشانہ کی معرفت، فرشتوں کا وجود اور ان کی اقسام اور ان کے مقامات کی معرفت، کتب ہائے منزلہ کی واقفیت، انبیائے کرام اور رسول عظام کی معرفت، حشر اور نشر کی معرفت اور نیکی یا بدی جو کچھ ہو رہا ہے سب اس کی تقدیر" پر قائم ہے۔

اسی طرح اسلام کی حقیقت یہ پانچ امر ہیں۔ "کلمہ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج"۔ مزید فرماتے ہیں کہ علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایمان کا اصل دل کی تصدیق ہے مگر ایمان کا کمال جو دوزخ سے نجات دلائے اور بہشت کے اعلیٰ درجے پر پہنچادے اور بساط ربانی کے قرب تک پہنچادے یہ ان چار اصولوں پر مبنی ہے۔ دل کی تصدیق، زبان کا اقرار، تن کا عمل اور سنت کی متابعت۔[17] حضرت

16 محب الحسن، کشمیر: سلاطین کے عہد میں، لاہور: ندیم یونس پرنٹرز، 1982۔

17 مولوی عبد القادر، منہاج السلوک: مترجم از ذخیرۃ الملوک

ابو ہریرہؓ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایمان کی شاخیں ستر سے کچھ اوپر ہیں ان تمام اقسام سے فاضلہ قول شہادت ہے اور سب سے ادنیٰ یہ ہے کہ راستہ کو کانٹوں، اینٹوں وغیرہ سے صاف کرے۔

اسی باب میں ممنوعیت شراب کے بارے میں رقمطراز ہیں اور ابتدا اس حدیث سے کرتے ہیں کہ جس چیز سے مستی پیدا ہوتی ہے وہ خمر یعنی شراب ہے اور چیز مستی آور ہے وہ حرام ہے چاہے وہ کم ہو یا زیادہ۔ اس تسلسل کو رفتہ رفتہ آگے بڑھاتے ہیں اور عروج پر اس حدیث کو بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے شراب خور کو سلام کیا یا مصافحہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کی عبادت کو برباد کر دیتا ہے۔ باب اول کا اختتام اس سوال سے کرتے ہیں جو شیخ داؤد طاسی سے کیا گیا آپ نے جواب دیا ایمان وہ نورانی چیز ہے جو سیاہ دل کو گناہوں کی سیاہی سے صاف کر دے اور معرفت و محبت کو نور سے منور کر دے اور دل کی سختی کو رحمت اور شفقت اور نرمی کی طرف تبدیل کر دے اور بدعت سے ہٹ کر سنت کی طرف لائے، ایمان کا کام یہ ہے خدا کی عبادت کی طرف تیرے دل کو راغب اور طالب بنادے۔ اس لئے اس باب میں جہاں ایمان کا ذکر کیا وہاں شراب نوشی کی ممنوعیت کو بھی ساتھ شامل کیا اور شراب نوشی کا اس باب کے ساتھ جو کہ ایمانیات پر مبنی ہے،[18] سے تسلسل اس طرح بنایا ہے کہ جو شخص کسی شراب نوش کو سلام کرے یا اس سے مصافحہ کرے اس کا چالیس دن تک ایمان نہیں رہتا۔ یعنی شراب ایمان کو زائل کرنے والی شے ہے۔

باب دوم

اس باب میں حقوق عبودیت کی بجا آوری کا ذکر ہے اور اس کی ضروریات کا ذکر ہے اس باب کو شاہ صاحب نے تین اقسام میں تقسیم کیا ہے قسم اول میں نماز کا ذکر ہے جبکہ قسم ثانی میں زکوۃ کا ذکر ہے اور قسم ثالث میں روزے کا ذکر ہے۔ اول قسم کے انواع بہت سے ہیں ان جملہ انواع کا پہلا نوع نماز ہے، جو سب سے افضل اور دین کا ستون ہے اس کے چھوڑنے میں دنیا اور آخرت کی تباہی ہے چنانچہ محبوب رب العالمین کی حدیث اس پر شاہد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو مضبوط کیا گویا اس نے دین کو مضبوط کیا جس نے اس کو گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا۔ اس باب میں جہاں آپ فرضیت نماز

---

18 فوق، محمد دین، شباب کشمیر، آزاد کشمیر: ویری ناگ پبلشرز، 1987۔

کا ذکر ہے اس میں احادیث نبوی سے مختلف روایات بھی نقل کرتے ہیں جن میں نماز کی فرضیت کو بیان کرتے ہوئے اس کا باقاعدہ اہتمام کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ سب سے زیادہ زور خشوع و خضوع پر دیتے ہیں اسی لئے آپ نے جب ایمان کی بات کی تھی تو اس میں دل سے تصدیق کے بعد زبان سے اقرار کے بعد تن کا عمل بھی بیان کیا ہے دراصل نماز اللہ کی وحدانیت کی دل سے تصدیق کرنے کے بعد زبان سے باقاعدہ اقرار کرنا پڑتا ہے اور ظاہری طور پر بھی اللہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ ریز ہونا پڑتا ہے اور وہ بھی سنت کی اتباع کرتے ہوئے تب جا کر ایمان کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔[19] شاہ ہمدان نماز کے اسرار بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نماز کی ادائیگی سے نمازی سے چار قسم کی طہارت حاصل ہوتی ہے جو اس سے قبل کسی بھی کتاب میں اس جامع انداز میں بیان نہیں کی گئی ہیں۔

- **طہارت ابتدائی مقامات**..................بدن، جامہ اور جگہ کی پاکی یعنی وضو سے بدن کی پاکی، صاف ستھرے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا اور صاف و پاک جگہ پر نماز پڑھنا
- **طہارت ابرار**..................گناہوں سے پاکی یعنی قرآن کریم میں ذکر ہے کہ بے شک نماز وہ ہے جو انسان کو برائیوں اور فحاشی سے روکتی ہے گناہوں کی میل اور معاصی کی آلائش سے ظاہری اعضاء کو صاف کرتے رہنا یہ طہارت ابرار ہے۔
- **طہارت سالک**..............................صفات ذمیمہ سے پاکی یعنی گندی صفات سے اپنے نفس کو پاک کرنا نماز کا بنیادی مقصد ہے کیونکہ جب تک نماز سے نفس کی پاکی نہیں کی تو سالکوں کی طہارت حاصل نہیں ہوگی
- **طہارت صدیقی**........................غیر اللہ اور غیر حق سے دوری یعنی نماز دراصل مالک اور بندے کے درمیان ایک تعلق کا نام ہے نماز انسان کو دنیا کے جھوٹے مددگاروں سے توڑ کر اللہ سے ملاتی ہے اور انسان کا اللہ سے تعلق مضبوط کرتی ہے اور نماز سے حاصل ہونے والی اس طہارت کو طہارت صدیقی کہتے ہیں۔[20]

دراصل انسان کا بنیادی مقصد ستر کو چھپانا ہے چاہے وہ ظاہری ستر ہو یا باطنی ستر، ظاہری ستر کو لباس سے ڈھانپا جا سکتا ہے لیکن باطنی ستر جیسے حرص، حسد، کینہ، بخل، عیب، تکبر، ضد و غیر باطنی ستر

19 بخاری، محمد یوسف، تاریخ صوفیائے کشمیر، شعبہ کشمیریات، اوری اینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور

20 اسلام اور کشمیر، محمد مشتاق جیلانی، پور نوری، پبلشر گلشن بکس ریذیڈنسی روڑ، سرینگر، ص۔ 71

ہیں ان کو لوگوں سے بھی چھپانا فرض ہے اور عالم الغیب سے بھی، اور عالم الغیب سے چھپانا صرف اور صرف اسی صورت ممکن ہو سکتا ہے کہ انسان نماز کی پابندی کرے کیونکہ اپنے گناہوں اور خطاؤں پر شرمسار جب انسان اللہ کے حضور جھکنے کیلئے وضو کرتا ہے تو اس کے اکثر گناہ دوران وضو ہی معاف کر دیئے جاتے ہیں جب وہ قبلہ کا رخ کرتا ہے تو وہ تمام جہتوں سے آزاد ہو کر ایک اللہ کی طرف جہت اختیار کر لیتا ہے تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں کی طرف اٹھاتا ہے تو نفسانی خواہشات کے بتوں کو شہود کبریائی کے تیر سے توڑ دیتا ہے سبحانک اللھم کہتے ہوئے اس قدوس ذات پاک اور تنزیہ پر دل لگائے اعوذ باللہ کہتے ہوئے نفسانی اعداء کی برائیوں اور دھوکوں اور شروں سے بچتا ہوا اللہ کی پناہ میں جاگزین ہوتا ہے۔ بسم اللہ کے شیشہ میں اس ذات مقدس کو جلوہ انداز سمجھے، الرحمان الرحیم کے پڑھنے پر رحمتوں اور برکتوں کی برسات سمیٹتا ہے۔ الحمد للہ میں اللہ پاک کے انعام اور اس کی بخشش کو جاری وساری دیکھے الرحمان الرحیم کے تکرار میں علویات اور سفلیات کے ساحل حقائق پر دریائے رحمت کی لہروں سے بار بار ٹکرانا، مالک یوم الدین کے خوبصورت چہرے کا جمال عرفان کے جھروکوں سے جلوہ گری کرے اس صورت جاذبہ اور حالت کاشفہ میں ایاک نعبد کی خلعت اس کو مل جاتی ہے تو نہایت دلی خلوص اور سچی ارادت سے گڑگڑا کر ایاک نستعین پڑھتا ہے پھر زبان اخلاص سے بتائید ربانی امداد لیتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صدقہ دل اور نور قلب سے پڑھتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کا نام معرکہ استقامت کے دلیروں اور منال کرامت بہادروں کے دفتر میں جو بارگاہ نبوت کے سردار اور میدان ولایت کے تاجدار لکھا جاتا ہے پھر اس کی زبان دل کے موافق اور مطابق ہو کر صراط الذین انعمت علیہم پڑھتی ہے اور جب وہ عین چشم یقین سے دیکھتا ہے کہ وہ لوگ جو بساط قرب سے مہجور ہیں اور ان کی گردنیں خواہشات باطلہ مجبور ہیں غیرت الہی کی تجلی نے ان کے فضول اور بیہودہ خرمنوں کو جلا کر راکھ کر دیا ہے تو وہ ڈرتا اور کانپتا خلوص عقیدت اور ارادت سے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتا ہے۔ اسی طرح وہ پوری نماز عشق الہی کے سمندر میں تیرتے ہوئے اس قادر مطلق کو معبود حقیقی اور لائق عبادت گردانتے ہوئے مکمل کرتا ہے[21]۔

قسم ثانی زکوۃ کے بارے میں اسی انداز سے سب سے پہلے قرآنی احکامات سے استدلال لیتے

21 جہانگیر، محمد محی الدین۔ سالکان طریقت کیلئے دستور العمل: ذخیرۃ الملوک۔ (لاہور: نوریہ رضویہ پبلشرز)۔

ہوئے پھر احادیث کی روشنی میں زکوۃ کی فرضیت کو ثابت کرتے ہین ان احادیث میں کچھ ایسی ہیں جن میں زکوۃ ادا کرنے والوں کیلئے خوشخبری بھی ہے اور ایسی احادیث بھی شامل ہیں جن میں زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کیلئے سخت وعید دی گئی ہے ساتھ ساتھ وہ حقیقت اور فطرت کا اصول بھی بیان کیا ہے کہ زکوۃ کو کیوں فرض کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ اے عزیزو آخرت کے سچے خواہشمندوں کے لیے ضروری ہے کہ زکوۃ اور صدقہ کے دینے میں ان کے آداب اور محافظت میں آٹھ باتوں کی ضرور رعایت ملحوظ رکھیں اور وہ یہ ہیں۔ فرضیت کے اسباب، ادائیگی کے موقع پر کمربستہ اور تیار رہنا، ریا سے بچتے رہنا، خلقت کو ترغیب دلانا، احسان اور منت نہ جتلانا، ادائیگی کی مقدار کو انتہائی کم سمجھا جائے، ادا شدہ مال کا صاف ستھرا اور پاک ہونا اور ادائیگی کیلئے حقداروں اور متقیوں اور صالحین کی تلاش کرنا۔ یہ بظاہر آٹھ نکات ہیں لیکن یہ سب مختصر انداز میں زکوۃ کی پوری حقیقت بیان کرتے ہیں انہوں نے اس قسم کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن قلت وقت کی وجہ سے اس سارے کا سرسری جائزہ لیا جارہا ہے۔ زکوۃ کا مطلب دراصل تزکیہ اور پاکی ہے زکوٰۃ سے ناصرف مال و متاع میں پاکی آجاتی ہے بلکہ اپنے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے زکوۃ کے مختصراً فوائد درج ذیل ہیں۔مال کا تزکیہ، حکم خداوندی کی تعمیل، اخلاقی و باطنی بیماریوں جیسے بخل، حرص، لالچ، طمع وغیرہ سے نجات، ایک بہترین معاشرے کا قیام، ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ اور معاشرے میں موجود تمام افراد کی مالی حالت دیکھتے ہوئے احساس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

قسم ثالث روزہ کے بارے میں ہے، زکوۃ جس طرح مال کی پاکی ہے اور معاشرے کے تمام افراد کے مابین ایک ذریعہ ربط ہے اسی طرح روزہ نفس کی پاکی ہے اور یہ ذریعہ ربط ہے بندے اور مالک کے درمیان۔ روزہ اور زکوۃ دونوں کی فرضیت میں یہی منطق ہے کہ دونوں کا مطلب اور مقصد تزکیہ ہے اگر وہ تزکیہ بدن کا ہے، نفس کا ہے تو وہ روزہ ہے اگر تزکیہ مال کا ہے تو وہ زکوۃ ہے ان دونوں کے فوائد تقریباً ایک جیسے ہیں، دونوں سے معاشرے میں موجود محروم طبقوں کا احساس پیدا ہوتا ہے، دونوں سے غریبوں اور معاشرے میں موجود بے کسوں کی مدد کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اصل مقصد باطنی و روحانی بیماریوں جیسے لالچ، طمع، حرص، بخل وغیرہ سے نجات ملتی ہے، پرسکون زندگی میسر ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ حکم خداوندی کی تعمیل سے انسان کو دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی حاصل ہوتی

ہے۔[22]

تیسری قسم میں روزے کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ جب کوئی بھی حکمران روحانی بیماروں میں مبتلا ہونے کے قریب ہو جائے تو اس وقت اس کا علاج ضروری ہو جاتا ہے لہذا ضروری ہے کہ وہ روزے رکھے، روزہ دراصل گناہوں کے خلاف ڈھال کا کام دیتا ہے اور تزکیہ نفس میں سب سے اہم عامل ہے، اس تسلسل میں ایک مشہور حدیث بیان کرتے ہیں کہ

> "تم میں سے جو بھی بالغ ہو وہ شادی کرلے اگر اس کے پاس استطاعت نہ ہو کہ وہ شادی کے اخراجات اور دیگر کفاف برداشت نہیں کر سکتا تو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اسے برائیوں سے نجات دلائے گا۔"[23]

باب سوئم

بادشاہوں اور حکام وقت کو خلفائے راشدین اور آئمہ مجتہدین کی روش پر چلنا چاہیے، بہتر حسن اخلاق کی سب سے مثالی ذات نبی اکرم ﷺ کی ہے، ان کے خلفائے راشدین کی درجہ بدرجہ منزل ہے۔ کوئی بھی حکمران ہو یا غریب، دکاندار ہو یا تاجر، مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا بچہ، حسن اخلاق وہ صفت ہے جو سب کیلئے ہے اور سب میں ہونی چاہیے، اخلاق دراصل خلق سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے اچھے اوصاف۔ یہ اوصاف ظاہراً اور باطناً دونوں طرح سے انسان میں ہونے چاہیں کیونکہ یہ منافقت ہے حسن خلق نہیں کہ جب کوئی سامنے ہو اس سے بہترین برتاؤ کیا جائے اور پیٹھ پیچھے اس کی برائی کی جائے، اس باب میں حسن خلق کو شاہ صاحب نے اتنے بہترین انداز سے بیان کیا ہے کہ دور حاضر میں ہونے والے تمام تصادم اور سیاست کے نام پر منافقت کی نفی کی گئی ہے۔ فلسفہ شاہ ہمدان دراصل اسی طرز و کردار سیاست سے بچنے کیلئے تعلیم دیتا ہے اور اس کتاب کا بنیادی مقصد آج کے جدید سیاسی رواج اور نظام سے اپنے آپ کو دور رکھنا ہے۔ اسی کو علامہ اقبال نے ضرب کلیم میں اپنی نظم ابلیس کی مجلس شوری میں اسی طرح بیان کیا ہے کہ جب شیطان کا چیلہ اپنی پریشانی کو ظاہر کرتا ہے جو ابلیس اسے جواب دیتا ہے۔

> ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس

---

22 علمدار کشمیر، ابو تحسین واضی آفتاب احمد، گلشن بکس سرینگر روڑ، 2009، ص 91

23 https://www.greaterkashmir.com/gk-magazine/prof-shamsuddin-as-biographer-of-shah-i-hamadan-ra

جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر
تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر[24]

حسن اخلاق مشہور صفات جیسے صلہ رحمی، صبر، تحمل، برداشت، عفو، درگزر، معافی، عدل، انصاف، خوش کلامی، خوش لباسی، خوش مزاجی، اچھا برتاؤ، اچھا چال چلن، مساوات، حسن معاشرت، حقوق اللہ، والدین کے حقوق، اساتذہ کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اولاد کے حقوق، مسافروں کے حقوق پر مشتمل ہے۔ درحقیقت اسلام ہر پیروکار کو تحفظ فراہم کرتا ہے چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ تحفظ جسمانی بھی ہو سکتا ہے، زبان سے بھی ہو سکتا ہے اور اگر تھوڑا سا آگے جائیں تو وہ تحفظ خیالی بھی ہے کہ آپ کسی بھی مسلمان کو اپنے خیالات، جذبات، احساسات، زبان اور ہاتھ پاؤں سے محفوظ رکھے،[25] بالخصوص اس باب میں حکمرانوں کی راہنمائی کیلئے شاہ صاحب نے صحابہ کرام اور اولیائے کرام کی زندگی کے اہم واقعات بیان کئے ہیں اور کچھ حکایات بھی نقل کی ہیں جن میں ان کا نوکروں، خادموں سے سلوک ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ خلفائے راشدین کا تذکرہ خصوصی طور پر کیا گیا ہے زیادہ اکتفا دور عمر سے کیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بارعب اور سخت طبیعت انسان تھے لیکن جب سے منصب خلافت پر فائز ہوئے تو ان میں یکدم نرمی آگئی اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ کی یہ بات کہ جب انہوں نے جانشین حضرت عمر کو مقرر کیا تو کچھ ساتھیوں نے کہا کہ وہ سخت طبیعت ہیں تو ابو بکر نے جواب دیا کہ منصب خلافت ان کو نرم کر دے گا اور واقعی وہ اتنے نرم ہو گئے کہ جتنی مثالیں ان کے دور خلافت میں عفو و درگزر کی ہیں وہ سب اپنی مثال آپ ہیں۔ اس باب میں خصوصی طور پر حکمرانوں کو جہاں عفو و درگزر کی تلقین کی گئی ہے وہاں انہیں خوش خلقی اور اچھے طور طریقے اور برتاؤ کا بھی حکم دیا ہے حسن سلوک کی دعوت عام ہے۔[26]

شاہ ہمدان فرماتے ہیں کہ بری خصلت بالکل اسی طرح ہے کہ جیسے آپ کے لباس میں کوئی سانپ یا بچھو گھس گیا ہے اور وہ آپ کو ڈنگ مارے گا اگر کوئی یہ بتادے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو گھسا ہوا ہے تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور یہی مثال اس شخص کی ہے جو بری خصلتوں کو عیبوں کی طرح پال

---

24 محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال، لاہور: اقبال اکادمی، 1995ء۔

25 http://www.mpositive.in/tag/book-zakhirat-ul_malook-by-amir-e-kabir/

26 مربی کشمیر شاہ ہمدان، نذیر نقشبندی، ص ۳۳

رہا ہے، جو شخص ان خصلتوں کو دور کرنے میں آپ کی مدد کرے وہ آپ کا دوست ہے۔

باب چہارم

پہلے تین ابواب میں سے دو ابواب حقوق اللہ پر مبنی تھے اور یہ دو ابواب حقوق العباد پر مشتمل ہیں اس لحاظ سے مختلف اصول بیان کئے ہیں، والدین کے حقوق تو کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ کی رضا میں خدا کی رضا ہے اور باپ کی ناراضگی میں خدا کی ناراضگی ہے۔ اس کے بعد شاہ صاحب زوجین کے حقوق بیان کرتے ہیں اور سب سے اہم چیز جو کسی اور کتاب میں مجھے آج تک نہیں ملی انہوں نے نکاح کی سات شرائط بیان کی ہیں۔ معاشرت، سیاست، غیرت، نفقہ، تعلیم، قسمت اور تادیب۔

باب پنجم

اس باب میں ولایت، سلطنت اور رعایا کے حقوق اور حکومت کی شرطوں اور اس عہدے کے خطرے اور عدل و احسان کے طریقے بیان کئے جائینگے اس باب میں نو حکایات بیان کی گئی ہیں بیس حقوق اور دس شرائط حکومت بیان کی گئی ہیں اس باب کی ابتداء دوسرے ابواب کی طرح نہیں بلکہ دوسرے ابواب آسان سے آہستہ آہستہ مشکل کی طرف قدم بڑھایا ہے لیکن اس باب کی ابتدا جارحانہ انداز میں کی ہے کیونکہ جو شخص کسی بڑے عہدے پر ہو گا اس سے حساب بھی اتنا ہی سخت لیا جائیگا، اس لئے ابتداء میں ہی حضرت سلیمان فارسی کی مشہور حدیث روایت کی ہے کہ

> "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حاکم یا بادشاہ ایسا نہیں ہے جب اس کو مسلمانوں کے فیصلوں کا اختیار دیا گیا ہے قیامت کے دن اس کو دونوں ہاتھ گردن میں بندھے پیش کیا جائیگا تو کوئی چیز اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو کھول نہ سکے گی مگر وہ عدل اسے بچالے گا جو اس نے دنیا میں کیا پھر اس کو آتشیں پل پر چڑھائیں گے پس وہ پل ایسے کانپے گا کہ کانپ کانپ کر اسے گرانا چاہے گا اور اس کے تمام جوڑ آپس سے جدا ہو جائیں گے اور نیچے گر پڑے گا پھر فرشتے اس کے جوڑوں کو اکٹھا کر کے موقف حساب میں لے جائیں گے۔ اپنی نیکی کی برکت سے خلاصی پائے گا اگر ظالم و فاسق ہو گا تو پل پھٹ جائیگا اور وہ ایک کنویں گر پڑے گا

وہ کنواں ایسا ہوگا کہ ستر سال کے بعد کنویں کی تہہ میں پہنچے گا"۔[27]

- حکایت اول میں حضرت موسیٰؑ کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے فرعون کو توشکست دیدی اتنی بڑی سپاہ و لشکر انکے پاس تو تھا لیکن وہ رہتے فقر کی حالت میں تھے۔
- حکایت دوئم میں حضرت یوسفؑ کا ذکر ہے کہ وہ والی مصر ہونے کے باوجود سادگی کی زندگی گزارتے ہیں کہ آخرت میں کیا حساب دوں گا۔
- حکایت سوئم میں حضرت سلیمانؑ کا ذکر ہے کہ ان کے عہد میں دیوؤں نے اتنی بڑی دیگیں بنائی تھیں جن میں دس دس اونٹ پکتے تھے ایسی ہزاروں دیگیں اس وقت پکا کرتی تھیں لیکن حضرت سلیمانؑ اپنے تخت پر بیٹھ کر زنبیل بنا کرتے تھے رات کو وہ زنبیل بکتی تو اس کی قیمت سے جو کی روٹی خریدتے اور قبرستان میں چلے جاتے وہاں کوئی بھی بھوکا پیاسا ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر کھاتے۔
- حکایت چہارم میں حضرت فاطمہؓ کا ذکر ہے کہ جب حضرت علیؓ کو نجد کی طرف لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا اس دوران حضرت فاطمہؓ بیمار ہوگئیں آپؐ نے عمران بن حصین کو کہا کہ آؤ فاطمہؓ کی عیادت کر آئیں جب عمران حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے دروازہ کھٹکھٹایا، فاطمہؓ نے پوچھا کون ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اے فاطمہؓ میں تیرا باپ ہوں گھر میں داخل ہونے کی اجازت ہے عمران بھی ساتھ آجائے۔ تو حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا آپ اندر آجائیں لیکن عمران نہیں آسکتا، کیونکہ میرے بدن پر صرف ایک پھٹی ہوئی کملی ہے اگر میں اس سے سر ڈھانپوں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں تو آپ نے اپنی کملی بھیج دی۔
- حکایت پنجم حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں ہے کہ صحابہ نے انہیں مسند خلافت پر بٹھایا لیکن دوسرے ہی روز آپؓ کپڑے کے چند ٹکڑے بازار میں بیچنے کیلئے گئے۔
- حکایت ششم حضرت عمرؓ نے تخت پر بٹھایا تو سب نے اتفاق کیا کہ آپ اور آپ کے خاندان کا خرچہ بیت المال سے ادا کیا جائیگا آپ نے قبول نہ کیا اور کہا کہ میں ابھی کسب کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔
- حکایت ہفتم ابو درداء کی ہے جب حضرت عمرؓ نے ان کو حمص کا حاکم بنا کر بھیجا ان کے پاس پھٹی ہوئی بوریا، تلوار اور قرآن مجید، ایک لٹیا اور پرانے پیالے کے سوا کچھ بھی نہیں تھا آپ جنگل میں جا کر

---

27 مولوی عبد القادر، منہاج السلوک: مترجم از ذخیرۃ الملوک

غسل کر کے آتے، آپ نے ساڑھے تین درہم سے اپنے گھر کے قریب ایک غسلخانہ بنوا لیا حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے ابو درداء کو خط لکھا۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مسلمانوں کے بیت المال سے ساڑھے تین درہم غسل خانے پر خرچ کئے۔ روم کے سرکشوں کی عمارتیں جو موجود ہیں کیا وہ تجھے کافی نہیں ہیں۔ افسوس تو دنیا کی تعمیر میں مشغول ہو گیا میرا یہ حکم تجھے معزول کرتا ہے تجھے لکھا جاتا ہے کہ فوراً دمشق کی راہ لے اور مرنے تک وہاں ہی رہو۔"[28]

- حکایت ہشتم حضرت علیؓ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد حسنین کو خود سے جدا کر دیا کیونکہ وہ نبی کے بھی لاڈلے تھے اور ان کے بھی، کہیں کوئی ان سے سفارش نہ کروائے کیونکہ ان کی کی ہوئی سفارش رد نہیں کی جاسکتی، اور طرز معاشرت ایسی کہ ہفتہ میں سیر بھر جو لیکر پسا لیتے اور کدو میں ڈال لیتے اس کدو کے سر کو بند کر کے اوپر سے باندھ لیتے کبھی اس سے ایک روٹی پکوا کر روزہ افطار کر لیتے کبھی روزہ کھولنے کے وقت آٹے کی ایک مٹھی منہ میں ڈال لیتے، پھٹے پرانے کپڑے جن پر پیوند لگے ہوتے وہ پہنتے اور کھجور کے ریشوں کی جوتی میں پاؤں رکھتے لوگوں نے عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! آپ کدو کا منہ بند کر کے اوپر سے کیوں باندھ دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ شاید حسن اور حسین اس میں کچھ ملا نہ دیں۔
- حکایت نہم میں وہ حضرت ابو امامہ باہلی کو بیان کرتے ہیں کہ ان کو حضرت علی نے بصرے حکومت پر مامور کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک بصری نے ابو امامہ کا حال پوچھا اس نے کہا کہ میں نے ان کو ایک ضیافت میں کھانا کھاتے دیکھا ہے اس وقت ہی آپ نے ابو امامہ کی طرف لکھ بھیجا۔

"اے چٹورے پیٹو! میں نے سنا ہے کہ تو اہل بصرہ کی ضیافتوں میں حاضر ہوتا ہے اور وہ قسم قسم کے کھانے تیرے سامنے رکھتے ہیں یاد رکھو جو شخص اس قوم کا کھانا کھاتا ہے جو دولتمندوں کو تو بڑی خوشی سے کھلاتے ہیں اور محتاجوں کو دھکیل دیتے ہیں اور حق کو باطل سے تمیز نہیں کر سکتے وہ امارت کے لائق نہیں اس لئے تم

---

28 مولوی عبد القادر، منہاج السلوک: مترجم از ذخیرۃ الملوک

حکومت سے معزول کئے جاتے ہو"۔[29]

ان حکایات کو بیان کرنے کا بنیادی مقصد دراصل حکمرانوں اور بادشاہوں کو وہ زندگی اور اس کی اصل حقیقت بیان کرنا ہے جو خلفائے راشدین اور دیگر اکابرین امت نے گزاری ہے اور جس طرز سے انہوں نے حکمرانی کی ہے وہ قابل تحسین اور لائق تقلید ہے اور خلفائے راشدین نے ابو امامہ اور ابو درداء کو صرف اس لئے معزول کر دیا کہ ایک نے بیت المال سے ساڑھے تین درہم سے غسلخانہ تعمیر کروالیا اور دوسرے نے ایک ضیافت میں جاکر کھانا کھایا۔ یہ معاملات اتنے بڑے ہیں لیکن بات وہی ہے کہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں، حکمرانوں کا طرز معاشرت رعایا کیلئے رسم و رواج بن جاتا ہے اور وہ اس کی تقلید میں اتنی جلد بازی دکھاتے ہیں جتنی شاید کہ وہ کسی نیک کام میں کرتے ہوں۔

دنیا کی حرص کو ختم کرنے کیلئے شاہ ہمدان کتنی خوبصورت مثال بیان کرتے ہیں اس میں مصنف کی فہم و فراست، فصاحت و بلاغت قابل دید ہے اور مجھے یقین ہے کہ شاید آپ کو اس سے قبل کسی بھی کتاب سے یہ چیز نہیں ملی ہوگی یہ سب کچھ علی ہمدانی کے اس اعلیٰ علمی معیار کو ظاہر کرتی ہے جس پر وہ متمکن تھے وہ فرماتے ہیں۔ جو شخص اس جہان میں آیا ہے وہ کسی دم کا مسافر ہے اور اس سفر کی چھ منزلیں ہیں:۔ باپ کی پیٹھ، ماں کا رحم، دنیا کا میدان، قبر کی آسامی، قیامت کا موقوف اور بہشت یا دوزخ۔ نفس پر قابو پانے کے بعد پھر مصنف کچھ شرائط بیان کرتے ہیں جو حکمرانوں کے لئے در حقیقت ضابطہ حیات ہیں، اس ضابطے میں مصنف کے بیان کردہ جملوں میں تسلسل قابل فخر اور لائق تقلید ہے وہ فرماتے ہیں۔ اے عزیزو! تو نے ان مقدمات سے حکومت اور ولایت کے خطروں کو معلوم کر لیا اس لئے جاننا چاہیے کہ بادشاہی کرنے کیلئے شرائط ہیں ان شرطوں کے بغیر بادشاہی کاموں کا انتظام نہیں ہو سکتا اور رعایا کے حق بادشاہ پر ہیں ان حقوق کے ادا کرنے کے بغیر بادشاہ عذاب اخروی سے نجات نہیں پا سکتا ان سے ہم کچھ بطور نمونہ بیان کرتے ہیں اور ہر ایک امر حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں یاد رکھو کہ بادشاہی اور سلطنت درج ذیل دس چیزوں پر منحصر ہے۔

رعایا کو جو واقعہ پیش آئے تو حکمران خود کو رعایا ہی تصور کرے اور دوسرے کو اپنا حاکم سمجھے، مسلمان کی ضروریات کو پورا کرنے کو سب سے افضل عبادت سمجھے۔ کھانے اور لباس میں خلفائے

---

[29] میر کبیر سید علی ہمدانی، ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر، ناظم ندوۃ المصنفین سن آباد لاہور، ص 11

راشدین کی اقتداء کرے اور نفس کو اچھا کھانا کھانے کی عادت نہ ڈالے، کیونکہ نفس ہی برائیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ بے وجہ سخت گیری نہ کرے۔ خلقت کی خوشنودی کیلئے حکم الٰہی میں سستی اور نرمی نہ کرے۔ حکومت اور ولایت کے خطرات سے غافل نہ ہو اور یقینا سمجھے کہ امیر اور حاکم ہونا اللہ کی مہربانیوں سے ہے اور مجھے رعایا کی اندرونی اور بیرونی خطرات سے حفاظت کرنی ہے۔ صلحائے اور علمائے دین کی صحبت کا خواستگار ہو۔ تکبر کیلئے خلقت کو اپنے واسطے بیزار نہ کردے بلکہ ضعیفوں اور زیردستوں کی مدد کرے۔ اس کے بعد شاہ ہمدان فراست کی بات کرتے ہیں کہ فراست دو طرح کی ہوتی ہے:۔

فراست شرعی

اس نور یقین سے مراد ہے کہ اخلاق نفس کو پاک کرتا ہے، غموں سے بری کرتا ہے اور قلب کی میل کو صاف کرتا ہے چونکہ دل کی صفائی حاصل کرنے سے جہالت کا پردہ اور غفلت کا حجاب بصیرت کی آنکھ سے دور ہوتا ہے پھر وہ وقت آجاتا ہے کہ مومن حقیقی اللہ کے نور سے دیکھتا ہے بلکہ اس مقبول بندے کی آنکھ، کان، ہاتھ اور پاؤں خدا کے ہی ہوتے ہیں۔[30]

فراست حکمی

فراست حکمی وہ ہے کہ حکماء نے تجربہ کر کے اس کو دریافت کیا ہے اور اس کی دلیلوں کو حکیم نے اپنے قیاس میں سمجھا اس قسم کا معرفت حاصل کرنا ہر ایک کو ممکن نہیں اس باب میں آدمی کے خلقت کے علامات و خواص اور حکماء کے قول و اقوال کے بموجب لکھے جاتے ہیں مثلاً حکماء نے لکھا ہے کہ جس آدمی کا رنگ سفید ہو اور آنکھوں میں سیاہی اور سبزی ہو وہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص سخت رو اور بے شرم و فاسق اور ضعیف العقل ہے اگر ان علامات کے ساتھ تھوڑی پتلی ہو اور کوسہ بے ریش اور نظر تیز رکھتا ہو اور پیشانی کے بال فراخ ہوں اور سر پر گھن دار بال ہوں ایسے آدمی سے خوف کرنا ضروری ہے بلکہ اتنا خوف سانپ سے نہیں کرنا چاہیے۔

دلائل بال

بال اگر میگون ہوں اور ان کا رنگ معتدل ہو یہ نشان بہادری اور صحت دماغ کا ہے، نرم بال بیدلی اور ڈر کا نشان ہے، کندھوں اور گردن پر بال بے وقوف کی نشانی ہے سینے اور شکم پر بال طبیعت کی

30 جہانگیر، محمد محی الدین۔ سالکان طریقت کیلئے دستور العمل: ذخیرۃ الملوک۔ (لاہور: نوریہ رضویہ پبلشرز)۔

وحشت، کم فہمی اور ظلم کا نشان ہے زرد بال حماقت اور تسلط کی نشانی ہے، کالے بال عقل و ادراک و امانت و دوستی اور عدل کی نشانی ہے اگر سرخی اور سیاہی کے درمیان بالوں کا رنگ معتدل ہو تو صفات کے اعتدال پر دلالت کرتا ہے۔

دلائل پیشانی

جس شخص کی پیشانی فراخ ہو اور اس پر خط اور بل نہ پڑے ہوں لڑائی، بیوقوفی اور لاف گزاف کا نشان ہوتا ہے اور پیشانی باریک اور تپلی کمینہ پن اور عاجزی کا نشان ہوتا ہے اور پیشانی متوسط جس پر بل پڑے ہوں محبت، صدق اور فہم، علم اور ہوشیاری و عقلمندی کا نشان ہوتا ہے۔

دلائل گوش

کانوں کا بڑا ہونا حافظے اور فہم کا نشان ہے لیکن وہ شخص تند خو ہوتا ہے اور کانوں کا چھوٹا ہونا احمقی اور چوری کی علامت ہے۔

دلائل ابرو

اگر ابرو بڑے اور گھنے ہوں وہ شخص سخت کلام ہوتا ہے، جس کے ابرو کن پٹی تک پہنچے ہوئے ہوں وہ متکبر ہوتا ہے جس کے ابرو سیاہ ہوں اور لمبائی میں چھوٹے یا متوسط ہوں فہم اور دینداری کی نشانی ہے۔

دلائل چشم

کرنجی آنکھ سب سے بری آنکھ ہوتی ہے اگر آنکھ بڑی اور تیز نظر والی ہو خیانت اور کاہلی کا نشان ہوتا ہے جس کی آنکھ غیر متحرک ہو نادانی اور کند طبعی کا نشان ہوتا ہے جس کی آنکھ کی حرکت تیز اور نظر بھی تیز ہو وہ حیلے، مکر اور چوری کا نشان ہوتا ہے، آنکھ کا سرخ ہونا شجاعت اور دلیری کا نشان ہے جس شخص کی آنکھ چھوٹائی اور بڑائی، سرخی اور سیاہی میں متوسط ہو فہم و دینداری کا نشان ہوتا ہے۔[31]

دلائل دہان

فراخ منہ شجاع کا ہوتا ہے اور لبوں کا موٹا ہونا حماقت کا نشان ہے جس شخص کے لبوں کا رنگ سرخی مائل اس کی رائے کامل ہوتی ہے اور جس کے دانت ناہموار ہوں مکر و خیانت اور حیلے کا نشان ہوتا

31 معلومات کشمیر انسائیکلوپیڈیا، محمد ریاض عباسی، مونال پبلی کیشنز کمیٹی چوک راولپنڈی 2013، ص 98

ہے اور کھلے کھلے دانت اور ہموار عدالت اور امانت و تدبیر کا نشان ہوتا ہے۔

دلائل رخسار

جس شخص کے رخسار گوشت سے بھرے ہوئے ہیں یہ بیوقوفی اور سخت گوئی کا نشان ہے اور رخساروں کا زرد اور دبلا ہونا باطن کی پلیدی اور خصلت کی برائی کا نشان ہے ان نشانوں کا وسط شجاعت کا نشان ہے۔

دلائل آواز

باریک آواز بدگمانی اور وہم کا نشان ہے اور معتدل آواز حسن کفایت اور حسن تدبیر کا نشان ہے گنگنی آواز حماقت تکبر اور کم فہمی کا نشان ہے بات کرنے میں سنبھلنا، لفظوں کا صحیح بولنا اور بات کرتے وقت ہاتھوں کا ہلانا زیرکی کا نشان ہوتا ہے۔[32]

دلائل گردن

چھوٹی گردن مکر اور خباثت کا نشان ہے لمبی اور باریک گردن بیدلی اور حماقت کا نشان ہے اور موٹی گردن بیوقوفی بسیار خواری کا نشان ہے اور متوسط گردن صدق وعدل اور تدبیر کا نشان ہے۔

دلائل شکم

پیٹ کا بڑا ہونا حماقت اور نامردی کا نشان ہے شکم اور سینے کا نرم ہونا رائے کی خوبی و عقل کی صفائی پر دلالت ہے۔

دلائل کتف وپشت

دونوں کاندھوں اور پیٹھ کا چوڑا ہونا بہادری کی نشانی ہے مگر کمی عقل کا نشان ہے اور کندھوں کا پتلا ہونا بد خلقی اور بد مذہبی کا نشان ہے، ہتھیلی اور انگلیوں کا لمبا ہونا کاموں کی تدبیر اور کاریگروں کی زیرکی کا نشان ہے اور پنڈلیوں کا موٹا ہونا نادانی اور سخت روئی کا نشان ہے۔

ان نشانیوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یونانیوں نے لکھا ہے افلاطون نے ایک پہاڑ پر مسکن بنایا ہوا تھا اور ہر خاص و عام سے نہیں ملتا تھا اس نے راستے میں ایک نقاش بٹھایا ہوا تھا جو شخص ملنے آتا نقاش اس کی تصویر بناتا اور افلاطون کو پیش کرتا اگر اس نقش میں جملہ خصوصیات نظر آتیں تو وہ اسے بلا

---

32 جلوہ کشمیر، ڈاکٹر صابر آفاقی، گلشن بکس سرینگر کشمیر 2011، ص 12۔

لیتا ورنہ رد کرلیتا۔

اس کے بعد اس باب میں رعایا کے حقوق بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رعیت دو قسم کی ہوتی ہے یا مومن ہوتے ہیں اور یا کافر اور ان کے حقوق کفر اور اسلام کے لحاظ سے مختلف ہو جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کی رعیت کے بیس حق بادشاہ یا حاکم پر ہیں اور ان حقوق کا ادا کرنا بادشاہ پر فرض ہے۔[33]
مسلم رعایا کے حقوق کو یوں بیان کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں یعنی رعایا کے ساتھ نرم دلی سے پیش آئے، عوام الناس کی باتوں کو ایکدوسرے کی نسبت نہ سنے بلکہ فاسدوں، خود غرضوں کی بات نہ سنے، اگر کسی قصور کے واسطے بادشاہ غضب ناک ہو جائے تو معافی کی گنجائش ہو، عدل و احسان کا فیض تمام رعایا پر مساوات میں رکھے، حکومت اور بادشاہی کے رعب و دواب سے مسلمانوں کے گھروں میں بد نظری نہ کرے، خلقت کے مختلف اقسام کے ساتھ ہم معاملہ اور کلام کرنا، دیندار ضعیف العمر لوگوں کی عزت کرنا، جس مسلمان کے ساتھ کسی چیز کا وعدہ کرے اسے پورا کرے، حکم دیتے وقت ترش روئی اختیار نہ کرے، زمانہ حکومت میں انصاف کو مد نظر رکھے، مسلمانوں کی باہم صلح جس حد تک جلدی کرائے، مسلمانوں کے گناہوں کے اظہار میں کوشش نہ کرے، چھوٹے چھوٹے قصوروں پر رعایا کو تنگ نہ کرے، شہوات و شبہات اختیار کر کے خلقت کو خراب نہ کرے، مسلمانوں کی مشکلات میں سفارش کرے، دولتمندوں کے مقابلے میں کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرے، اہل فاقہ و فقراء کے حالات سے غافل نہ ہو، راستوں کو چوروں اور راہگیروں کے خوف سے صاف کرے، ولی عہد کا جلد از جلد انتخاب کرے، مسلمانوں کے ہر ایک شہر میں مسجد بنوا کر اس میں موذن اور امام مقرر کرے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ہاتھ سے نہ جانے دے، جبکہ غیر مسلم رعایا کے بارے میں شاہ صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ان کا بھی خیال رکھا جائے ان کے بھی حقوق ہیں اور ساتھ میں کچھ احتیاط بھی ہیں۔

جس علاقے میں مسلمان حاکم ہو وہاں گرجا یا مندر نہ بنانے دے، ان کی جو پرانی عمارت ویران ہو جائے نئی نہ بنائے، مسلمان مسافروں کو ان کے بت خانوں میں نہ رہنے دیں، مسلمانوں کی مہمان نوازی کریں، اسلامی ولایت جاسوس نہ بننے دیں، ان کے رشتہ دار اسلام قبول کرنا چاہیں وہ منع نہ کریں، مسلمانوں کی عزت رکھیں، مجلس میں مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے رہیں، مسلمانوں کے لباس کی

---

33 کشمیر میں اسلامی کلچر، جی۔ ایم، ڈی صوفی، گلشن بکس سرینگر، ص،47،46۔

مشابہت نہ کریں، مسلمانوں کے ناموں کی طرح اپنے بچوں کے نام نہ رکھیں، گھوڑے پر زین ڈال کر اور لگام دیکر سوار نہ ہوں، تلوار اور تیر ہاتھ میں نہ رکھیں، انگوٹھی نگینہ والی جس میں نام کندہ ہوں نہ پہنیں، نہ شراب فروخت کریں نہ ظاہر ہو کر پیئیں، مشرکوں کی عادات اور رسوم کو مسلمانوں کے درمیان ظاہر نہ کریں، جاہلیت کے زمانے کے لباس کو ترک نہ کریں، مسلمانوں کے پڑوس میں اپنا گھر نہ بنائیں، اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں نہ لے جائیں، اپنے مردوں کے ماتم میں رونے کی آواز بلند نہ کریں اور مسلمان غلاموں کو نہ خریدیں۔[34]

باب ششم

یہ باب سلطنت معنوی کی شرع اور خلافت انسانی کے اسرار اور سیاست روحانی کی کیفیت اور مملکت جسمانی کی صلاح اور فساد کی اطلاع اور ولایت حسی کے پھیر پھار کے مشابہت اور خلافت نفسی کے اسرار کے مقادیر کے بیان میں ہے۔ اس باب میں شاہ صاحب بادشاہ کی خصوصیات اور اس کی بصیرت کی بات کرتے ہیں اس باب میں زیادہ منطقی استدلال سے کام لیا گیا ہے اس میں احادیث اور حکایات نسبتاً کم روایت کی گئی ہیں لیکن منطقی استدلال پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور اس بات کو محور و مرکز بنایا گیا ہے کہ اخلاص کا دامن ہمیشہ ہاتھ میں رکھے اخلاص کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ایک اہم حقیقت بیان کرتے ہیں کہ:

> "اے عزیزو! جو کام نیک بندے سے ظاہر ہوتے ہیں ابتدا سے لیکر قبولیت کے محل تک پہنچنے تک عالم غیب اور شہادت کے دس کمروں سے گزرتے ہیں اور ہر ایک کمرے سے عبور کرتے وقت ایک مقرب فرشتے کے قبضہ میں جو اس کمرے کا حاکم اور بادشاہ ہوتا ہے اور اس کمرے کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور ان احکام کے آثار سے ایک صفت پیدا کرتا ہے اور ان صفتوں کے باعث اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے۔ فرشتوں کا اعمال جانچنے کا طریقہ اور آلہ ہم سے مختلف ہے یہ سچ ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں لیکن ان کی حس ہماری حس سے مختلف ہوتی ہے، ہماری محسوساتی، تخیلاتی نظام اس سے مکمل طور پر نا آشنا ہوتا ہے، اس علم کی

---

34 تذکرہ صوفیائے کشمیر، ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری، شعبہ کشمیریات اورئینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور، 1999، ص ۱۱

دسترس ہم تک نہیں ہے اور علم کے بارے لکھتے ہیں کہ علم تین صورتوں سے خالی نہیں ہوتا:۔

- ✓ ان معلومات کا تعلق یا تو عالم سفلی سے ہے جس کو عالم ناسوت کہتے ہیں
- ✓ یا لطائف ملکوتی کے متعلق ہوتی ہے جس کو عالم ملکوت کہتے ہیں۔
- ✓ یا وہ علم ذات اور صفات کے متعلق ہوتا ہے جس کو عالم لاہوت کہتے ہیں۔[35]

اس پورے باب میں نفسانی خواہشات سے بچنے، خود کو اللہ کے قریب کرنے اور مخلوق کے معاملے میں اللہ سے ڈرنے کا سبق دیا گیا ہے اور روحانی بیماریوں سے بچنے کیلئے مستند طریقہ بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ منطقی استدلال کی راہ اختیار کی گئی ہے کہیں کہیں معاشرتی اور معاشی فلسفہ کا بھی استعمال کیا گیا ہے اور معاشرتی تعلقات استوار کرنے کیلئے نفسیاتی علم اور حربے آزمانے کا درس دیا گیا ہے اس کے علاوہ ان لوگوں سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے جو فاسق، فاجر، بخیل، چغل خور ہوں اور منافقوں سے اپنا دامن ہر حال میں بچائے رکھنا چاہیے۔

باب ہفتم

امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اس کے وجوب، اس کے فضائل، آداب کے بیان میں۔ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں کیا کچھ بیان کیا گیا ہے اس باب میں بالعموم مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کو نیکی کی طرف بلانے اور بدی سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے اس کی ابتدا ایک قرآنی آیت سے کرتے ہیں اور مزید استدلال کیلئے دو درجن احادیث بھی بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ایک طریقہ کار بھی بتاتے ہیں کہ کس طرح انسان اس اہم فریضہ کو ادا کر سکتا ہے اس کا وجوب تو قرآن کریم کے حکم اور احادیث کی روشنی میں ہو گیا ہے اس کے فضائل اور شرائط، آداب بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حکمران دراصل معلم ہوتا ہے اسے ایک معلم کی طرح ہونا چاہیے، اس کی تعلیمات دوررس، با اثر اور قابل نفع ہونی چاہیں، اس سلسلے میں وہ ایک سائنسی طریقہ کار کی طرح ایک با اثر طریقہ بیان کرتے ہیں:۔

- سب سے پہلے ہر بندے کو چاہیے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے پہلے اپنا احتساب کرے
- اپنے نفس کا احتساب کرے اور خواہشات نفسانی کا غلام نہ ہو

---

35 میر کبیر سید علی ہمدانی، ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر، ناظم ندوۃ المصنفین سن آباد لاہور، ص 23

- پھر اس کا دائرہ عزیز و اقارب تک بڑھائے
- پھر درباریوں تک بڑھاتے ہوئے رد عمل نوٹ کرے
- سب سے آخر میں رعایا میں اس کا اطلاق کرے

عدم تعمیل کی صورت میں سرزنش کا بھی ایک جامع اصول بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، وہ اصول جس کے تحت کسی کسی بھی معاشرے سے گناہوں کو ختم کیا جا سکتا ہے اور برائی کے خلاف نفت پیدا کی جا سکتی ہے۔ کہ سب سے پہلے ڈھیل دی جائے، پھر ہلکی پھلکی زبانی سرزنش کی جائے، پھر اس کے ہاتھ پاؤں کو زدو کوب کیا جائے، پھر ہلکی ہلکی سزا دیتے ہوئے بالاخر کوڑوں کو حرکت میں لایا جائے۔ اسلام میں جو ممنوعہ اشیاء یا کام ہیں ان کی بھی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ منکرات کی مکمل تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں البتہ چند معروف اقسام میں سے منکرات مسجد، منکرات اسواق، منکرات شوارع، منکرات حمامات، منکرات مجالس وضیافت، منکرات عمارات ونفقات اور منکرات عامہ ہیں۔[36]

باب ہشتم

اس باب میں شکر کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام بھی بیان کی گئی ہیں، شکر ایمان کا بنیادی جزو ہے کیونکہ شکر در اصل ایمان کا حصہ ہے اللہ نے بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں حق تو یہ ہے کہ ان کا شکر ادا کیا جائے اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوا جائے اس باب میں اسی صفت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور بالخصوص حکمرانوں کو جو کہ طاقت کی مستی میں بے لگام ہو جاتے ہیں کو شکر کی تلقین کرتے ہیں۔ اس باب کی ابتدا بھی قرآنی آیت سے کرتے ہیں کہ اگر تم میری نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کا کوئی حساب نہیں لگا سکو گے۔ اس کی تائید میں ایک درجن کے لگ بھگ احادیث جو کہ مختلف مواقع پر مختلف صحابہ کرام سے روایت کی گئی ہیں بیان فرماتے ہیں پھر نعمت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "شکر کا اصل میں نعمت کا جاننا ہے اس اصل کا دارومدار تین باتوں پر ہے کہ نعمت کی معرفت یہ سمجھنا کہ یہ نعمت میرے حق میں بہتر ہے منعم کی ذات وصفات کا جاننا ہے جبکہ شکر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ سالکوں کی معراج کا ابتدائی درجہ ہے اور پھر اس کے چار درجے ہیں:۔

- اللہ جل شانہ کی ذات کو منفرد سمجھنا، اس کی صفات کا معترف ہونا

---

36 مولوی عبدالقادر، منہاج السلوک: مترجم از ذخیرۃ الملوک

- اس کی ذات مقدس کے منفرد ہونے کا ملاحظہ کرے
- منعم کی ذات منزہ کے تفرد کا شہود ہے
- ذات کبریائی کو تسلیم کرکے عجز وانکسار اختیار کرنا ہے

اس سلسلے میں ایک بزرگ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ روزانہ قبرستان، جیل خانہ اور ہسپتال جایا کرتے تھے کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ ہر روز یہ فعل کیوں کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا جیل میں جاکر ان کو دیکھتا ہوں جو ہیں تو صحیح سلامت لیکن آزاد زندگی سے مجبور ہیں وہ بدنی سلامتی کے باوجود پابند سلاسل ہیں، اور ارد گرد حرکت سے قاصر ہیں ہسپتال جاکر ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو کسی مرض میں مبتلا ہیں حالانکہ سانسیں تو لیتے ہیں لیکن زندگی کے مزے لینے سے قاصر ہیں اور برے حال میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں قبرستان اس لئے جاتا ہوں کہ ان کو دیکھوں کہ جو نہ تو بدنی طور پر سلامت ہیں اور نہ ہی سانسوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ان کا حال دیکھوں اور اللہ کا شکر ادا کروں کہ اس نے مجھے بدنی طاقت بھی دی اور ساتھ ہی ساتھ مجھے بیماریوں سے محفوظ رکھا۔

باب نہم ودہم

باب نہم صبر جبکہ باب دہم جو کہ آخری باب ہے اس میں تکبر، غصہ سے منع کرتے ہوئے تواضع وعفو کی ہدایت کی گئی ہے یہ خصوصیات کسی بھی تعریف کی محتاج نہیں ہیں اس باب میں شاہ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ صبر وہ چابی ہے جس سے زندگی کی حقیقت کا پوشیدہ تالہ کھلتا ہے، جس نے زندگی کی حقیقت کو جتنی گہرائی سے دیکھنا ہو وہ اتنا ہی صبر کرے، ہمارے ہاں مستعمل لفظ صبر کیلئے تین طرح کے الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ برداشت وہ صفت ہے کہ جب ظلم کرنے والا طاقتور ہو۔ تحمل وہ صفت ہے کہ جب ظلم کرنے والا ہم پلہ ہو اور صبر وہ صفت ہے کہ جب ظلم کرنے والا کمزور ہو۔

صبر کی اہمیت وحقیقت کو بیان کرتے ہوئے قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث بھی بیان کرتے ہیں اور صحابہ کرام کی زندگی اور نبی اکرم ﷺ کی ہدایات کو کھل کر بیان کرتے ہیں چونکہ صحابہ کرام جو کہ مکہ میں قبل از ہجرت مقیم تھے پر بہت زیادہ زیادتیاں کی گئیں ان پر ظلم کے پہاڑے گرائے گئے تھے ان کو نبی اکرم ﷺ نے کس طرح صبر کی تلقین کی اور صحابہ کرام نے ان مواقع پر کس طرح صبر کیا اس باب میں دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ حکمران کا دل بھی بڑا ہونا چاہیے لیکن غیرت کو ہاتھ سے

نہ جانے دے اگر رعایا کی طرف سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ در گزر کر دے لیکن جہاں بات غیرت و حمیت کی ہو وہاں مناسب سی سزا تجویز کر دے خود سزا نہ دے، دوسرا یہ کہ اگر ریاست میں کوئی آفت ناگہانی آجائے یا دشمن حملہ کر دے یا کسی کا شدید نقصان ہو جائے وہاں حکمران مکینوں کو تسلی دیتے ہوئے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

دسویں باب کا تسلسل اور ربط نویں باب سے بدستور قائم ہے نویں باب میں صبر کو بیان کیا ہے ساتھ ہی دسویں باب میں یہ کہا ہے کہ بادشاہ تکبر نہ کرے، شدید غصہ نہ کرے بلکہ صحابہ کرام کی طرح عجز و انکساری سے زندگی گزارے کیونکہ جب بادشاہ تکبر کرے گا اور شدید غصہ کرے گا تو وہ رعایا میں اپنا مقام کھونا شروع کر دے گا جب رعایا اس کی عزت نہیں کرے گی تو وہ صرف حکمران کی بے عزتی نہیں بلکہ پوری ریاست کی بے عزتی ہوتی ہے، ویسے بھی کسی بھی اسلامی ریاست میں حکمران کو امیر المؤمنین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور یہاں جو صفات شاہ ہمدان نے بیان کی ہیں ان کے تناظر میں اس کی حیثیت امیر المؤمنین کی ہی ہے، اس باب میں بھی حسب سابق قرآنی آیت سے ابتدا کر کے تین درجن احادیث بیان کی ہیں جن میں زیادہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تکبر سے رکا جائے کیونکہ مغرور و متکبر شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی۔[37]

عجز و انکساری کو فروغ دینے کیلئے وہ تکبر کی تین علامات بھی بتاتے ہیں:۔ اول یہ کہ مربع بیٹھے، ایک پاؤں پر دوسرے کو چڑھا کر اکڑ کر بیٹھے یا تکیہ لگا کر بیٹھے، اقرباء دوستوں کی عزت بھی نہ کرے۔ دوئم یہ کہ راستے سے چلتا ہوا لٹکتا مٹکتا بل کھاتا ہوا چلے کبھی قبا کا دامن ہاتھ میں لے لے اور کبھی پیٹھ پر ہاتھ باندھ کر خراماں خراماں چلے۔ سوئم یہ کہ انسان یہ چاہے کہ میرے حضور میں لوگ دست بستہ کھڑے ہوں۔ دیگر علامات میں راستہ میں اکیلا چلنے میں شرم محسوس کرے اور یہ چاہے کہ میرے پیچھے کوئی نہ کوئی ہو، علمائے دین، اکابرین اور ارباب قلوب و اولیاء و صلحاء کی زیارت سے عار کرے، غریب مسلمانوں کو پاس نہ بیٹھنے دے، گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں عار سمجھے اور نہ کرے، گھر کوئی سامان لانے میں عار سمجھے اور نفیس کپڑے پہننے کا حریص ہو۔

بادشاہ کیلئے تکبر و غرور کو اس لیئے منع کرتے ہیں کہ رعایا سے وہ بے نیاز نہ ہو جائے وہ جتنا عجز و

---

37 جہانگیر، محمد محی الدین۔ سالکان طریقت کیلئے دستور العمل: ذخیرۃ الملوک۔ (لاہور: نوریہ رضویہ پبلشرز)۔

انکساری میں رہے گا وہ رعایا کی ہر تکلیف و دکھ کو سمجھے گا کیونکہ حضرت عمر جب عالم انکساری میں چلے گئے تو راتوں کو اٹھ کر روتے تھے یارب مجھے معاف کر دے اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مر گیا تو میں تیرے سامنے کیا منہ لے کر آؤں گا، ساتھ ہی عجز و انکساری اللہ کی پسندیدہ صفات ہیں، یہی سیرت طیبہ و سیرت خلفائے راشدین کو قابل تقلید بنانے کیلئے اور ان کو عجز و انکساری کی مثال بناتے ہوئے شاہ ہمدان امید کرتے ہیں کہ حکمران بھی عجز و انکساری کو ہاتھ سے نہیں جانے دینگے۔

دسویں باب کا اختتامی کلمات سے قبل عذاب قبر و خوف خدا کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ہمیں عذاب قبر اور آخرت کے معاملات سے بے خبر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جو کچھ ہم نے ادھر کرنا ہے اس کا آخرت میں جا کر حساب بھی دینا ہے اسی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے حضرت داؤد علیہ اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں:۔ "حدیث میں آتا ہے کہ داؤد علیہ اسلام اپنے آپ پر نوحہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ آپ کی رحمت کے آفتاب کی تابش تو میں برداشت نہیں کر سکتا مجھے خوف ہے کہ تیرے غضب کو کیسے برداشت کروں گا"۔ یاد رکھنا چاہیے کہ خوف کا غلبہ اس کو بھی ہوتا ہے جس کے دل کی صفائی اور معرفت کمال درجہ پر ہو جو غفلت کے دریا میں ڈوبا ہوا ہو، گناہوں کے پردہ میں چھپا ہوا ہو اس کو مطلق نہیں ہوتا، افسوس کے غفلت کے پردہ نے ہمارے دل کی آنکھوں کو اس خطرہ کے ملاحظہ سے پس پردہ ڈال دیا ہے اور مخالفوں کی آگ کے غلبے نے ہمارے یقین اور سمجھ کے اسباب کو جلا دیا ہے اور شیطانی وسوسوں نے ہماری بے سمجھ عقلوں کے سر پر شہوات نفسانی اور بے فائدہ خواہشوں کی خاک چھان ڈالی ہے اور گناہوں کی کثرت نے ہماری عزت خاک میں ملا دی ہے۔[38]

خلاصہ

یہ کتاب ایک مختصر مگر ایک جامع کتاب ہے جس میں قدیم و جدید مذہبی و دینی کتب میں اس طرح کا امتزاج تو پایا گیا ہے لیکن اس طرح کا استدلال بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے اس کتاب بے نظیر میں درج ذیل علوم سے استفادہ کیا گیا ہے۔ علم القرآن، علم التفسیر، علم الحدیث، شرح اسماء، اسماء الرجال، تاریخ، فلسفہ، منطق، سائنس، تخیل، لا ادری اور علم ادراک اس پوری کتاب کے عام موضوعات میں شامل ہیں۔ علی ہمدانی کی رائے میں کسی بھی اسلامی ریاست کا حکمران نیک گو، صاف کردار کا حامل ہونے

38 مولوی عبد القادر، منہاج السلوک: مترجم از ذخیرۃ الملوک

کے ساتھ ساتھ ایماندار، دیانتدار، مخلص، رعایا کے دکھ درد میں برابر کا شریک، بہادر، مرد میدان، عدل کا حامی، انصاف کا علمبردار، دنیا کو نظر میں نہ لانے والا، آخرت کا خیال رکھنے والا، لالچ طمع سے پاک، عیش و عشرت کو ٹھکرانے والا، اللہ سے ڈرنے والا عملاً ایک کامل وارفع واعلیٰ انسان ہو جو علمی میدان میں مہارت رکھتا ہو اور جنگی میدان میں بھی، وہ فیصلے کرنے میں بہادر ہو اور انصاف کو کسی صورت نہ جانے دے، ریاست کو مالی طور پر مستحکم و مضبوط کرے، غریب پرور ہو اور رعایا کو روزگار کے مواقع زیادہ سے زیادہ مہیا کرے، خانہ جنگی کو قابو میں رکھے یہ نہ ہو کہ باہر کے محاذوں کو فتح کرتا رہے اور رعایا بھوکی مرتی رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆